2 نئے بادشاہ اور بادشاہتیں

ساتویں صدی کے بعد بہت سے شاہی خاندان وجود میں آئے۔ نیچے دیے ہوئے نقشہ 1 میں برصغیر کے مختلف حصّوں میں ساتویں سے بارھویں صدی کے درمیان حکومت کرنے والے اہم خاندانوں کو دکھایا گیا ہے۔

نقشہ 1

ساتویں سے بارھویں صدی کی اہم بادشاہتیں۔

?

ڈھونڈیے گرجا پرتی ہار، راشٹرکوٹ، پال، چول اور چاہامان (چوہان)۔ کیا آپ ان مقامات پر آج کی ریاستوں کو پہچان سکتے ہیں جہاں یہ خاندان حکومت کرتے تھے؟

نئے شاہی خاندانوں کا وجود

ساتویں صدی تک برصغیر کے مختلف خطّوں میں بڑے زمینداراور جنگجو سردار نظر آنے لگے تھے۔اس

شکل 1
ایلورا کے غار 15 کی ایک دیوار پر ابھاری گئی تصویر جس میں وشنو کو نرسمہا میں انسان نما شیر کے روپ میں دکھایا گیا ہے یہ راشٹر کوٹ زمانے کا کام ہے۔

دور میں موجود بادشاہ انھیں اپنے ماتحت یا سامنت کے روپ میں مانتے تھے۔ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ اپنے بادشاہوں یا اعلیٰ سرداروں اورافسروں کو تحفے پیش کریں گے،ان کے درباروں میں حاضر رہیں گے اورانہیں فوجی امداد پہنچائیں گے۔جیسے جیسے سامنتوں کی طاقت اوردولت میں اضافہ ہوتاوہ اپنے مہاسامنت ، یامہامنڈلیشور،(ایک دائرے، یا خطّے کا بڑامالک ومختار) ہونے کا اعلان کردیتے۔کبھی کبھی وہ اپنے آقاؤں پرخودمختاری کا دباؤ بھی ڈالنے لگتے۔

ایسی ایک مثال دکن میں راشٹرکوٹوں کی تھی۔شروع میں یہ کرناٹک کے چالوکیوں کے ماتحت تھے۔آٹھویں صدی کے درمیانی حصّے میں راشٹرکوٹ کے سردار دانتی درگا نے اپنے چالوکیہ حاکم کو اکھاڑ پھینکا اورایک رسم ہراینہ گربھا (لفظی معنی سونے کی بچہ دانی) ادا کی ۔ جب برہمنوں کی مدد سے یہ رسم ادا کی گئی تو یہ خیال کیا گیا کہ اس قربانی کا ادا کرنے والا اگلے جنم میں کھتری پیدا ہوگا خواہ وہ اپنی پیدائش کے اعتبار سے اس وقت کھتری نہ ہو۔

دوسری صورتوں میں باحوصلہ خاندانوں کے مردوں نے اپنی ایک علاحدہ حکومت بنانے کے لیے اپنی فوجی صلاحیتوں کا استعمال کیا۔مثال کے طور پر کدمب میوراشرمن اور گرجراپرتی ہار ہری چندر برہمن تھے،انھوں نے اپنے روایتی پیشے کو چھوڑ کر ہتھیار اٹھائے اور بالترتیب کرناٹک اور راجستھان میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔

?

کیا آپ کے خیال میں اس دور میں حکمراں ہونے کے لیے کھتری خاندان میں پیدا ہونا اہمیت رکھتا تھا؟

سلطنتوں کا انتظام

ان نئے بادشاہوں نے بڑے بڑے رعب دار خطابات اپنے ناموں کے ساتھ لگا لیے تھے، جیسے مہاراج ادھی راج (بڑا بادشاہ، بادشاہوں کا اعلا حاکم)، تری بھون چکرورتی، (تین دنیاؤں کا حاکم)۔ بہرحال، ان دعوؤں کے باوجود یہ لوگ اپنی طاقت اوراقتدار میں اپنے سامنتوں اورساتھ ہی کسانوں کی تنظیموں، بیوپاریوں اور برہمنوں کو شریک کرتے تھے۔

ان تمام ریاستوں میں آمدنی وغیرہ کے ذرائع پیداوار کرنے والوں۔یعنی کسانوں، جانور پالنے والوں، دستکاروں سے ہی حاصل کیے جاتے تھے جنھیں کبھی راضی کرلیا جاتا تھا یا کبھی مجبور کردیا جاتا تھا کہ وہ اپنی پیداوار کے کچھ حصّوں سے دست بردار ہوجائیں۔ کبھی اسے اس لگان کا نام دیا جاتا تھا جو اس مالک کو دیا جانا فرض تھا جو یہ منوالیتا کہ وہ اس زمین کا مالک ہے۔ بیوپاریوں سے بھی محصول لیا جاتا تھا۔

چار سو محصول

چول خاندان کے حکمران، جو تمل ناڈو پر حکومت کرتے تھے، ان کے کتبوں میں مختلف قسم کے ٹیکسوں کے لیے 400 اصطلاحات ملتی ہیں۔ سب سے زیادہ جس ٹیکس کا ذکر ملتا ہے وہ 'ویٹی' (Vetti) کہلاتا تھا اور نقد نہیں بلکہ جبریہ مزدوری کی شکل میں وصول کیا جاتا تھا اور کدامائی (Kadamai)، یا زمین کا لگان تھا۔ گھر پر چھپر ڈالنے، تاڑ کے پیڑوں پر چڑھنے کے لیے سیڑھی استعمال کرنے اور خاندانی ورثے کی ملکیتوں پر قبضے کے لیے محصول موجود تھے۔

؟ کیا آج کل ایسے ٹیکس وصول کیے جاتے ہیں؟

؟ ان کا نظامِ حکومت آج کے نظام سے کس طرح مختلف تھا؟

ان ذرائع کو بادشاہوں کے قیام اور ساتھ ہی مندر اور قلعے بنوانے میں خرچ کیا جاتا تھا۔ انھیں جنگیں لڑنے میں بھی استعمال کیا جاتا تھا جن سے بدلے میں لوٹ کی شکل میں دولت حاصل کرنے اور زیادہ زمین اور نئے تجارتی راستوں کے حاصل ہونے کی امید ہوتی تھی۔

ٹیکسوں کو جمع کرنے والے کارکن عام طور پر بااثر خاندانوں کے ہوتے تھے اور یہ حیثیت یا اسامی عام طور پر موروثی ہوتی تھی۔ یہ بات فوج کے سلسلے میں بھی اپنائی جاتی تھی۔ بسا اوقات ان عہدوں پر بادشاہ کے قریبی عزیز مقرر کیے جاتے تھے۔

پرشستیاں (Prashastis) اور زمینی عطیے

'پرشستیوں میں جو تفصیلات ہوتی ہیں وہ سب لفظ بہ لفظ درست نہیں ہوتیں۔ مگر ان سے یہ ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ حکمران خود کو کیا ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ مثال کے طور پر سورما، فاتح، جنگجو۔ پرشستیوں کو برہمن عالم تیار کرتے تھے جو بعض صورتوں میں سرکاری انتظامات میں بھی مدد کرتے تھے۔

2019-20

ناگا بھٹ کے کارنامے

بہت سے حکمراں اپنے کارناموں کو پرشستیوں میں بیان کرتے تھے۔ (آپ پچھلے سال گپتا حکمراں سمدرگپت کی پرشستی کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔

ایک پرشستی جو سنسکرت میں لکھی گئی تھی اور گوالیار، مدھیہ پردیش میں ملی تھی، ایک پرتی ہار بادشاہ ناگا بھٹ کے کارناموں کو اس طرح بیان کرتی ہے۔

آندھرا، سیندھاوا (سندھ)، ودربھا (مہاراشٹرا کا ایک حصّہ) اور کالنگا (اڑیسہ کا ایک حصہ) کے بادشاہ اس کے سامنے گر گئے حالانکہ وہ ابھی شاہزادہ ہی تھا......

اس نے چکریودھا (قنوج کا حکمراں) پر فتح پائی۔ اس نے ونگا (بنگال کا حصّہ) انارتا (گجرات کا حصّہ)، مالوہ (مدھیہ پردیش کا حصہ)۔ کراتا (جنگل کے لوگوں)، ترُشکا (ترکوں) وتسا، متسیا (دونوں حکومتیں شمالی ہندوستان کی) کو ہرایا......

نقشہ 1 میں ذکر کیے گئے کتبے کے کچھ علاقوں کو بھی تلاش کیجیے۔ دوسرے حکمراں بھی ایسے ہی دعوے کیا کرتے تھے۔ آپ کے خیال میں وہ یہ دعوے کیوں کرتے تھے؟

بادشاہ اکثر برہمنوں کو زمین کے عطیوں سے بھی نوازتے تھے۔ انھیں تانبے کی پلیٹوں پر لکھا جاتا تھا اور یہ زمین حاصل کرنے والوں کو دی جاتی تھیں۔

شکل 2

یہ تانبے کی پٹیوں کا ایک گچھا ہے جس پر نویں صدی میں ایک بادشاہ کی طرف سے عطا کی ہوئی زمین کا ریکارڈ ہے۔ یہ کچھ سنسکرت اور کچھ تمل میں لکھا گیا ہے۔ ان سب پلیٹوں کو ایک گچھے میں رکھنے کے لیے انھیں ایک چھلّے میں پرو دیا گیا ہے۔ جس پر شاہی مہر ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ ایک مصدقہ دستاویز ہے۔

زمین کے ساتھ کیا دیا جاتا تھا

یہ چول حکمرانوں کی طرف سے دیے گئے زمینی عطیے کی دستاویز کے تمل حصّے کا ایک ٹکڑا ہے۔

ہم نے زمین کی حدوں کو بتانے کے لیے اس کے چاروں طرف مٹی کی باڑھیں لگادی ہیں اورساتھ ہی کانٹے دارجھاڑیاں بودی ہیں۔ زمین میں جو کچھ ہے وہ یہ ہے : پھل داردرخت ،پانی، زمین ،چمن اورباغات، پیڑ، کنوئیں، کھلے حصّے، چراگاہ کی زمین،ایک گاؤں ،چینوٹیوں کے تودے (چینوٹیوں اوردیمك کے پہاڑیوں جیسے گھر)چبوترے،نہریں ، گھاٹیاں،تہہ نشین ریت سے ڈھکے زمین کے قطعے، تالاب،اناج کے گودام ،مچھلی کے تالاب ،شہد کی مکھی کے چھتّے اور گہری جھیلیں۔

جسے یہ زمین ملی ہے وہ اس سے محصول جمع کرسکتاہے۔ وہ ان محصولوں کوبھی جمع کرسکتاہے جوقانونی افسرجرمانے کے طور پرعائد کرتے ہیں، پان پرمحصول ہے ،کپڑے پراور گاڑیوں پربھی۔ وہ بڑے کمرے بنواسکتاہے ، جن کی اوپری منزلیں پکی اینٹوں کی ہوں، وہ چھوٹے اوربڑے کنوئیں کھدواسکتاہے، وہ پیڑاور کانٹے دارجھاڑیاں لگاسکتاہے۔ اگرضروری ہوتب، وہ آب پاشی کے لیے نہریں بھی کھدواسکتاہے۔ اسے یہ خیال رکھناضروری ہے کہ پانی ضائع نہ ہواورپشتے بنائے جاتے رہیں۔

اس کتبے میں آبپاشی کے جتنے امکانی ذریعے لکھے گئے ہیں اُن کی فہرست بنائیے، اور گفتگو کیجیے کہ انھیں کیسے استعمال کیا جاتا ہوگا۔

بارھویں صدی کا ایک غیرمعمولی واقعہ،ایک طویل سنسکرت نظم کا لکھنا ہے جس میں کشمیر پرحکومت کرنے والوں کی تاریخ نظم کی گئی تھی۔ اسے کلہن نامی ایک شاعر نےنظم کیا تھا۔ اس نے اسے لکھنے کے لیے بہت سے مآخذ استعمال کیے تھے جن میں کتبے،دستاویزات،چشم دید گواہوں کے بیان اور پرانی تاریخیں شامل تھیں۔ پرشستیوں کے لکھنے والوں کے برخلاف اس نے حکمرانوں اوراُن کی پالیسیوں پرتنقید بھی کی تھی۔

دولت کے لیے جنگجوئی

آپ نے غور کیا ہوگا کہ ان میں سے ہرحکمراں خاندان کسی مخصوص خطّے میں جما ہوتا تھا۔ ساتھ ہی

ساتھ یہ دوسرے علاقوں پر بھی تسلط قائم کرنا چاہتے تھے۔ گنگا وادی میں ایک بڑا اہم حصّہ قنوج کا علاقہ تھا۔ صدیوں تک گرجراپرتی ہار، راشٹرکوٹ اور پال خاندانوں کے حکمراں قنوج پر تسلط حاصل کرنے کے لیے لڑتے رہے۔ چونکہ اس طویل جھگڑے میں تین، پارٹیاں، شامل تھیں اس لیے اکثر مورخین اسے، تکونا جھگڑا، بھی کہتے ہیں۔

جیسا کہ ہم آگے دیکھیں گے کہ (صفحات 66-62) حکمراں اپنی قوت اور ذرائع کا اظہار بڑے بڑے مندر بنوا کر بھی کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے جب وہ ایک دوسرے کی سلطنت پر حملہ کرتے تھے تو اکثر ان کا نشانہ مندر بھی ہوتے جو بعض دفعہ بڑے دولت والے ہوتے تھے۔ آپ اس بارے میں باب 5 میں اور زیادہ پڑھیں گے۔

ایسے حکمرانوں میں سب سے زیادہ جانا پہچانا افغانستان میں غزنی کا سلطان محمود تھا۔ اس نے 997-1030 تک حکومت کی اور وسط ایشیا کے کچھ حصّوں، ایران اور برصغیر کے شمال مغربی علاقے تک اپنا تسلط بڑھالیا۔ اس نے لگ بھگ ہر سال برصغیر پر حملہ کیا، اُس کا نشانہ دولت مند مندر ہوا کرتے تھے، جن میں گجرات کا سومناتھ مندر بھی شامل تھا۔

محمود جتنی دولت لے گیا وہ زیادہ تر غزنی شہر کو ایک عظیم الشان پایۂ تخت بنانے میں صرف ہوئی۔ وہ جن جگہوں کو فتح کرتا تھا وہاں کے لوگوں کے بارے جانکاری حاصل کرنے میں بھی دلچسپی رکھتا تھا، چنانچہ اس نے البیرونی نام کے ایک عالم کو برّصغیر کے حالات لکھنے پر مقرر کیا۔ یہ عربی تحریر، جسے کتاب الہند کے نام سے جانا جاتا ہے، اب بھی مورخوں کے لیے ایک اہم مآخذ ہے۔ اس نے اس تذکرہ کو تیار کرنے کے لیے سنسکرت کے عالموں سے بھی معلومات حاصل کی تھیں۔

دوسرے حکمراں جو جنگوں میں مصروف رہتے تھے اُن میں چاہمان (جو بعد میں چوہان، کہلائے) بھی شامل تھے۔ انھوں نے دہلی اور اجمیر کے گرد و نواح میں حکومت کی۔ انھوں نے اپنے تسلط کو مغرب اور مشرق کی طرف بھی بڑھانے کی کوشش کی جہاں ان کا مقابلہ گجرات کے چالوکیاؤں اور مغربی اتر پردیش کے گاہاداوالوں سے ہوا۔ چاہمان حکمرانوں میں سب سے مشہور پرتھوی راج سوئم (1168-1192) تھا جس نے ایک افغان حکمراں سلطان محمد غوری کو 1191 میں ہرایا مگر اگلے ہی سال، 1192 میں اس سے ہار گیا۔

?

نقشہ 1 کو دیکھیے اور بتائیے کہ کیا وجہیں تھیں کہ یہ حکمراں قنوج اور گنگا وادی پر تسلط حاصل کرنا چاہتے تھے۔

سلطان

ایک عربی اصطلاح ہے جس کے معنی حکمراں کے ہیں۔

?

نقشہ 1 کو دوبارہ دیکھیے اور گفتگو کیجیے کہ چاہمان حکمراں اپنی حکومت کی حدود کو کیوں پھیلانا چاہتے تھے۔

چول خاندان: ایک عمیق نظر

نقشہ: 2

چول سلطنت اور اس کے پڑوسی

اورائیور سے تھنجاور تک

چول خاندان نے طاقت کیسے حاصل کی؟ ایک حصہ پر ایک چھوٹے سے سردار کا خاندان کا، جسے مٹّارایار نام سے جانا جاتا تھا، کاویری ڈیلٹا کے حصہ پر اس کا اقتدار تھا۔ یہ لوگ کانچی پورم کے پلّو بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ وجیالیہ، جو اورائیور کے چولاؤں کے ایک قدیم گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، اس نے مٹّارایار سے نویں صدی کے درمیانی حصّے میں ڈیلٹا چھین لیا۔ اس نے تھنجاودکا شہر آباد کیا اور نشمبھا سودنی دیوی کے لیے ایک مندر بنوایا۔

وجیالیہ کے جانشینوں نے گردونواح کے علاقوں کو فتح کیا اور یہ حکومت طاقت اور وسعت دونوں اعتبار سے مضبوط ہوگئی۔ جنوب اور شمال کی پانڈایان اور پلّوا علاقوں کو بھی اسی سلطنت کا حصّہ بنا لیا گیا۔ راجاراجا اول جو چول حکمرانوں کا سب سے طاقتور بادشاہ مانا جاتا ہے وہ 985 میں

بادشاہ بنا اور اِن میں سے زیادہ تر علاقوں پر اسی نے قبضہ کیا۔ اس نے حکومت کے کاموں کو بھی دوبارہ منظّم کیا۔ راجا راجا کے بیٹے راجندر اوّل نے اپنے باپ کی پالیسیوں کو جاری رکھا اور گنگا وادی، سری لنکا اور جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں تک پر حملہ کیا۔ ان مہموں کے لیے ایک بحری فوج تیار کی۔

عظیم الشان مندر اور کانسے (Bronze) کی بت تراشی

راجا راجا اور راجندر کے بنوائے ہوئے تھنجاور اور گنگائی کونڈا چولا پورم کے عظیم مندر فن تعمیر اور بت تراشی کے حیرت انگیز نمونے ہیں۔

چولا مندر اپنے چاروں طرف ابھرتی ہوئی بستیوں کا محور اور مرکز بن گئے۔ یہ دستکاری کی پیداوار کے بھی مرکز تھے۔ مندروں کو حکمرانوں اور دوسروں نے بھی زمینی عطیات دیے۔ ان زمینوں کی پیداوار عام طور پر ان مخصوص لوگوں کی پرورش اور دیکھ ریکھ میں خرچ کی جاتی تھی جو مندر کے لیے کام کرتے تھے اور زیادہ تر ان کے پاس ہی آباد تھے۔ پجاری، ہار بنانے والے مالی،

شکل 3
گنگائی کونڈا چولا پورم کا مندر
غور سے دیکھیے کہ اس کی جہت کس طرح رفتہ رفتہ مخروطی ہوتی چلی گئی ہے۔ پتھر پر تفصیلی خوبصورت بت تراشی کو بھی دیکھیے جو بیرونی دیواروں کو سجانے کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

باورچی، مہتر، موسیقار رقّاص وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں مندر صرف پوجا پاٹ کی ہی جگہیں نہیں تھے بلکہ معاشی، سماجی اور ثقافتی (کلچرل) زندگی کا بھی مرکز تھے۔

مندروں سے وابستہ دستکاریوں میں کانسے (Bronze) کے بت بنانا سب سے ممتاز کام تھا۔ چول دور کے برونز کے بت دنیا بھر میں سب سے خوبصورت اور نازک مانے جاتے ہیں۔ گوکہ زیادہ تر بت دیوی دیوتاؤں کے ہی بنائے جاتے تھے مگر کبھی کبھی عقیدت مندوں یا پوجا کرنے والوں کے بھی بنا دیے جاتے تھے۔

زراعت اور آبپاشی

چول دور کی بہت سی کامیابیاں زراعت میں نئے نئے کاموں اور ترقیوں کی وجہ سے ممکن ہوسکیں۔ نقشہ 2 کو دوبارہ دیکھیے۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ کاویری دریا خلیج بنگال میں گرنے سے پہلے کئی نالوں یا چھوٹی چھوٹی نہروں کی شکل میں بٹ جاتا ہے۔ یہ شاخیں اکثر کنارے توڑ کر باہر بہنے لگتی ہیں جس سے کناروں پر زرخیز مٹی جمع ہوجاتی ہے۔ ان شاخوں کا پانی ماحول میں نمی بھی پیدا کر دیتا ہے جو زراعت، خاص طور پر چاول کی کھیتی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

حالانکہ تامل ناڈو کے دوسرے علاقوں میں زراعت پہلے ہی ترقی کر چکی تھی، مگر اس علاقے میں پانچویں یا چھٹی صدی سے بڑے پیمانے پر زراعتی کام شروع ہوا تھا۔ کچھ خطوں سے جنگل ختم کیے گئے تھے، دوسرے علاقوں میں زمین کی سطح کو برابر کیا گیا تھا۔ ڈیلٹا خطے میں سیلابوں سے حفاظت کے لیے پشتے اور کنارے بنائے گئے تھے۔ بہت سے علاقوں میں کھیتوں تک پانی پہنچانے کے لیے نہریں بنائی گئی تھیں۔ بہت سے علاقوں میں سال کی دو فصلیں اگائی جاتی تھیں۔

شکل 4 چول دور کا کانسے کا ایک بُت غور سے دیکھیے اسے کتنی احتیاط سے سجایا گیا ہے۔ یہ جاننے کے لیے کہ یہ بت کس طرح بنائے جاتے تھے، باب 6 دیکھیے۔

2019-20

شکل 5 تمل ناڈو میں نویں صدی کا پانی کے بہاؤ کا ایک مصنوعی گیٹ۔ یہ ایک تالاب سے چھوٹے نالوں نالیوں میں پانی چھوڑے جانے کا بندوبست کرنے کے لیے بنایا گیا تھا جن سے کھیتوں کی آبپاشی کی جاتی تھی۔

بہت سے موقعوں پر فصلوں کو مصنوعی طور پر پانی دیا جانا ضروری ہوتا تھا۔ آبپاشی کے لیے کئی طرح کے طریقے استعمال کیے جاتے تھے۔ کچھ علاقوں میں کنویں بھی کھودے جاتے تھے۔ کچھ جگہوں پر برسات کا پانی جمع کرنے کے لیے بڑے بڑے تالاب بنائے جاتے تھے۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ آبپاشی کے لیے منصوبہ بندی ضروری ہوتی ہے۔ مزدوروں اور دوسرے ذرائع کو منظّم کرنا ہوتا ہے اور ان کاموں کو برقرار رکھنا ہوتا ہے، پھر یہ بھی طے کرنا ہوتا ہے کہ پانی کی شرکت یا تقسیم کس طرح ہوگی۔ زیادہ تر نئے حکمراں اور ان کے ساتھ گاؤں میں رہنے والے لوگ ان کاموں میں سرگرمی سے دلچسپی لیتے تھے۔

سلطنت کا انتظام

سلطنت کا انتظام کس طرح کیا جاتا تھا؟ کسان بستیاں، جنھیں اُر (Ur) کہا جاتا تھا، آبپاشی والی کھیتی میں توسیع کے نتیجے میں خوش حال ہوئیں۔ ایسے چھوٹے گاؤں نے مِل کر بڑی اکائیاں بنائیں جنھیں ناڈو' کہا جاتا تھا۔ گاؤں کی کونسل اور ناڈو' بندوبست کے کام انجام دیتے تھے جن میں علاج معالجہ، عدالتی فرائض اور محصول جمع کرنے کے کام شامل تھے۔

ویلّالہ ذات کے امیر کسان مرکزی چول حکومت کی نگرانی میں ناڈوؤں کے کاموں اور انتظام میں کافی دخل رکھتے تھے۔ کچھ امیر کسانوں کو چول حکمرانوں نے کچھ خطاب بھی دیے تھے، جیسے مووینڈویلن، (ویلن یعنی کسان جو تین بادشاہوں کی خدمت انجام دے) آریّار، (سردار) وغیرہ یہ خطاب ان کا احترام اور عزت بڑھانے کے لیے عطا کیے جاتے تھے اور انھیں مرکزی حکومت میں اہم سرکاری کام سونپے جاتے تھے۔

زمین کی قسمیں

چول کتبوں میں زمین کی کئی قسموں کا ذکر ہے:

ویّلان واگئی
غیر برہمن کسان مالکوں کی زمین

براہما دیبا
برہمنوں کو عطیہ کی گئی زمین

شالا بھوگا
اسکول کے بندوبست کے لیے زمین

دیوادانا، تِرونامتوکانی
مندروں کو عطیہ کی گئی زمین

پلی چھّاندم
جین اداروں کو عطیہ کی گئی زمین

ہم پڑھ چکے ہیں کہ برہمنوں کو زمین کے بہت سے عطیات یا براہما دیبا دیے جاتے تھے۔ اس کے نتیجے میں کاویری وادی اور جنوبی ہندوستان کی دوسری جگہوں پر بہت سی برہمن بستیاں بن گئیں۔

برہمادیبا' کا انتظام ایک 'اسمبلی سبھا' کرتی تھی جس میں جانے پہچانے برہمن زمیندار ہوتے تھے۔ یہ اسمبلیاں منظّم طریقہ سے کام کرتی تھیں۔ ان کے فیصلوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ کتبوں میں لکھا جاتا تھا۔ کبھی کبھی انھیں مندر کی پتھر کی دیواروں پر بھی کھود دیا جاتا تھا۔ بیوپاریوں کی انجمنیں بھی، جنھیں 'نگرم' کے نام سے جانا جاتا تھا، کبھی کبھی شہروں میں انتظام کے کام انجام دیتی تھیں۔

تمل ناڈو کے چنگلی پٹ ضلع میں 'اُتّرامیرور' کے کتبوں میں یہ تفصیل دی گئی ہے کہ سبھا کو کس طرح منظّم کیا جاتا تھا۔ اس سبھا کی الگ الگ کمیٹیاں ہوتی تھیں جو آبپاشی کے کام، باغوں اور مندروں وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں۔ کمیٹی کے ممبر بننے کے قابل لوگوں کے نام تاڑ کے پتے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر لکھ کر ایک مٹی کے برتن میں رکھ دیے جاتے تھے۔ اس کے بعد کسی نوعمر لڑکے سے ایک ایک کر کے ہر کمیٹی کے لیے ٹکڑے کھلوائے جاتے تھے۔

کتبے اور متن

'سبھا کا ممبر کون ہوسکتا تھا؟ اتّرامیرور کے کتبے میں وضاحت کی گئی ہے۔

وہ تمام لوگ جو سبھا کے ممبر ہونا چاہتے ہیں انھیں ایسی زمین کا مالک ہونا چاہیے جس سے لگان جمع کیا جاتا ہو۔

ان کے پاس اپنے مکان ہونے چاہئیں۔

انھیں 35 سے 70 برس کی عمر کے درمیان ہونا چاہیے۔

انھیں ویدوں کا علم ہونا چاہیے۔

انھیں انتظامی کاموں کی بہت اچھی واقفیت ہونی چاہیے اور ایماندار ہونا چاہیے۔

اگر کوئی شخص پچھلے تین سال میں کسی کمیٹی کا ممبر رہ چکا ہے تو وہ کسی دوسری کمیٹی کا ممبر نہیں ہوسکتا۔

کوئی شخص جس نے اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے حسابات داخل نہیں کیے ہیں وہ انتخاب میں حصّہ نہیں لے سکتا۔

حالاں کہ کتبوں میں ہمیں بادشاہوں اور با اختیار لوگوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ نیچے 'پیریا پورانم' بارھویں صدی کی ایک تمل کتاب سے اقتباس دیا جارہا ہے جس میں عام مردوں اور عورتوں کی زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

اڈانور کے باہری علاقے میں پولیائوں کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا (یہ نام ایک سماجی گروپ کا تھا جسے برہمن اور ویّلا ل برادی باہر، یا اچھوت سمجھتے تھے) یہ گاؤں پرانے چھپروں والی چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں سے بنا تھا، اور زراعتی مزدور رہتے تھے جو نچلے یا گھٹیا قسم کے کام کرتے تھے جھونپڑیوں کے صحنوں میں، جو چمڑے کی پٹیوں سے ڈھکے ہوتے تھے چھوٹے چوزے، چھوٹے چھوٹے گروپوں میں، گھومتے پھرتے تھے کالے کالے بچے جو ہاتھوں میں کالے لوہے کے کڑے پہنے رہتے تھے، کتے کے پلّوں کے ساتھ کود پھاند رہے تھے۔......مارود، (ارجُن) کے پیڑوں کے سائیے میں ایک مزدور عورت نے اپنے بچے کو چمڑے کی چادر پر سونے کے لیے لٹا دیا آم کے پیڑ تھے جن سے ڈھول لٹک رہے تھے۔ پاور ناریل کے پیڑوں کے نیچے، زمین میں بنے گڈّھوں میں، چھوٹے سر والی کتیا کافی بچے دینے کے بعد پڑی ہوئی تھی۔ صبح ہونے سے پہلے ہی لال کلغی والے مرغے گٹھے جسموں والے پلی یار، (جمع، پلی یاروں) کو بانگ دے کر ان کے دن کے کام کے لیے اٹھانا شروع کردیے اور دن کے وقت کانجی کے پیڑوں کے نیچے سے لہریے دار بالوں والی پولیا عورتوں کے گانے کی آواز پھیلتی تھی جو رھان کے چھلکے اتار رہی ہوتی تھیں......

?

آپ کے خیال میں، کیا عورتیں ان اسمبلیوں میں شریک ہوتی تھیں؟ آپ کے خیال میں کیا کمیٹیوں کے ممبر چننے کے لیے قرعہ ڈالنے کا طریقہ کار آمد تھا؟

کیا اس گاؤں میں کچھ برہمن بھی تھے؟ گاؤں میں جو کام چل رہے تھے انھیں بیان کیجیے۔ آپ کے خیال میں، مندروں کے کتبوں میں ان کاموں کے ذکر کو کیوں نظر انداز کیا جاتا تھا؟

2019-20

تانگ خاندان کے تحت چین

چین میں تانگ خاندان کے تحت ایک سلطنت قائم کی گئی تھی جو تقریباً 300 سال تک اقتدار میں رہی (ساتویں سے دسویں صدی تک)۔ اس کا پایۂ تخت زیان (xi-an) دنیا کے بڑے شہروں میں سے ایک تھا۔ جہاں پر ترک، ایرانی، ہندوستانی، جاپانی اور کوریائی سیاحت کے لیے آتے تھے۔

تانگ سلطنت کا انتظام ایک افسر شاہی نظام کرتا تھا جس میں امتحان کے ذریعے لوگ بھرتی کیے جاتے تھے، یہ امتحان ہر شخص کو دینے کی اجازت تھی۔ افسروں کے چننے کا یہ طریقہ، تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ 1911 تک باقی رہا۔

? برصغیر ہندوستان میں اس زمانے میں چلنے والے نظاموں کے مقابلے میں یہ نظام کن طریقوں سے مختلف تھا؟

آپ کسی سبھا کے چناؤ کے وقت موجود ہیں۔ جو کچھ آپ دیکھیں اور سنیں بیان کیجیے۔

آیئے ذرا یاد کریں

1۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو اُن سے مطابقت رکھنے والوں کے ساتھ جوڑیے

گرجرا۔ پرتی ہارا	مغربی دکن
راشٹرکوٹ	بنگال
پال	گجرات اور راجستھان
چول	تامل ناڈو

2۔ ''تِکو نے جھگڑے'' میں کون کون سی پارٹیاں شامل تھیں؟

3۔ چول سلطنت میں سبھا کی کسی کمیٹی کا ممبر ہونے کے لیے کن لیاقتوں کا ہونا ضروری تھا؟

4۔ چاہامانوں کے تسلط میں کون سے دو خاص شہر تھے؟

آیئے سمجھتے ہیں

5۔ راشٹر کوٹ کیسے طاقت ور ہوئے؟

6۔ مقبولیت حاصل کرنے کے لیے نئے حکمراں خاندان کیا حکمت عملی اپناتے تھے؟

7۔ تامل خطے میں آبپاشی کے کون کون سے طریقے پروان چڑھے؟

8۔ چولا مندروں سے کون سی سرگرمیاں جڑی ہوئی تھیں؟

کلیدی الفاظ

سامنت

مندر

ناڈو

سبھا

آیئے بات کریں

9۔ نقشہ 1 کو ایک بار پھر دیکھیے اور معلوم کیجیے کہ جس ریاست میں آپ رہتے ہیں وہاں کوئی بادشاہت تھی۔

10۔ 'اُترّ امیرور' کے چناؤ کا مقابلہ آج کے پنچایت چناووں سے کیجیے۔

آیئے کچھ کریں

11۔ اس باب میں جس مندر کی تصویر دی گئی ہے اس کا مقابلہ آپ اپنے پڑوس میں واقع کسی مندر سے کیجیے اور اگر آپ کو یکسانیت، فرق نظر آئے تو انھیں واضح کیجیے۔

12۔ آج کل جو ٹیکس لیے جاتے ہیں اُن کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔ کیا یہ نقد، جنس یا انسانی خدمات کی شکل میں ہیں؟